OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ہجرتِ مدینہ بطورِ ذریعۂ قیامِ امن: ایک تجزیاتی مطالعہ

Migration to *Madina* as a Source of Establishment of Peace: An Analytical Study

Muhammad Arshad
Doctoral Candidate Islamic Studies, University of Gujrat
Dr. Muhammad Nawaz
Associate Professor of Islamic Studies, University of Gujrat
Dr. Muhammad Arshad
Head Department of Islamic Studies Govt. Graduate College M.B. Din

Abstract

Migration is the ancient sunnah of all the prophets (A.S) .Hazrat Muhammad ﷺ also *migrated to Madina* because of the atrocities committed by Makkans, their less inclination to Islam and the command (order) of Allah .*Migratio*n is done to achieve great objects and it results in lot of benefits .One of them is establishment of peace. The people who migrate , get rid of cruelties of natives .In this sense, it is a source of peace for immigrants as it happened with the immigrants of migration of (Abyssinia) and Madina .Islamic state was established after *'Madina Migration'* .In this way, the natives and others nations enjoyed the establishment of peace .There are many aspects of this establishment of peace as uniformity of human race, elimination of riots, unification and cooperation, justice system, educational referms , security of fundamental rights , legal retribution and implementation of Hdood, Blood money and beginning of accountability .The international

CC BY

relations and issues after migration all these phenomenon become the source of establishment of peace . Blessings of *Medina migration* were not only source of peace for the people of this era but also for the whole humanity.

Key Words: Medina, Migration, peace, source

تمہید

ہجرت انبیاء کرام ورسل علیہ السلام کی سنت قدیمہ ہے انبیاء کرام اور رسلؑ کی بعثت کا مقصد پیغام خداوندی اللہ کے بندوں تک پہنچانا ہے جب دین اسلام کا شجرہ مبارکہ سنگلاخ زمین پر برگ وبار نہ نکال سکے تو اس کے لئے زرخیز زمین کی ضرورت ہوتی ہے نظام حق کی تاسیس کے لئے کسی دیگر گوشہ زمین کی تلاش ضروری ہوتی ہے جس کو تبلیغ دین کا مرکز بنایا جا سکے ۔بعثت نبوی ﷺ سے لے کر تیرہ نبوی تک قریش مکہ نے رعونت اور سرداری کے کبر کے سبب ہادی عالم ﷺ کو بخوبی پہچان لینے کے باوجود ہٹ دھرمی سے کام لیا اور شدید مخالفت ومزاحمت کا بازار گرم کر دیا مسلماں مرد وخواتین ظلم وستم سہتے سہتے بے حال ہو جاتے تھے، اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ آنحضرت ﷺ سے اپنے ساتھیوں پر ظلم وستم کا منظر قابل برداشت نہ ہوتا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی اور بذات خود مکہ مکرمہ میں ہی قیام پزیر رہے۔ آپ ﷺ نے دین کے لئے نئے مرکز کی تلاش کے لئے طائف کا سفر کیا مگر انہوں نے آپ ﷺ سے انتہائی ظالمانہ سلوک کیا۔ اللہ رب العزت نے اہل مدینہ کے مقدر میں رسول ہاشمی ﷺ کی مہمان نوازی وفاداری اور جانثاری لکھ دی تھی ۔حج کے موقع پر آپ ﷺ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے۔ اہل مدینہ کے کچھ افراد نے عقبہ کے مقام پر اسلام قبول کر لیا مگر رازداری میں رکھا اور مدینہ منورہ کے اندر تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا۔ نبوت کے بارھویں سال عقبہ کے مقام پر حج کے موقع پر بارہ مزید افراد نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جن میں پانچ افراد پہلے بھی شامل تھے جنھوں نے نبوت کے گیارہویں سال عقبہ کے مقام پر رازداری سے بیعت کی تھی اور اہل مدینہ کے مطالبہ کے بعد مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ کا معلم بنا کر روانہ فرمایا۔[1] بعد ازاں نبوت کے تیرہویں سال حج کے موقع پر مدینہ منورہ سے 75 افراد (73 مرد اور 2 خواتین) نے عقبہ کے مقام پر نہایت رازداری سے بیعت کی اور آپ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔[2] اہل مدینہ نے آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دینے کا پر زور وعدہ کیا۔ مدینہ منورہ ہجرت کے لئے دیگر مقامات کے مقابلے میں موزوں ترین مقام تھا۔ اس کے تین اطراف پہاڑی سلسلے تھے اور ایک طرف نخلستان تھا۔ اگر باہر سے کوئی حملہ کرتا تو دفاع آسان کیا جا سکتا تھا۔[3] قریش کی تجارتی شاہراہ بھی مدینہ کی حدود کے قریب سے گزرتی تھی ایک اور اہم بات یہ تھی کہ مکہ سے مدینہ کا فاصلہ کافی تھا قریش مکہ کا مسلمانوں پر حملہ کرنا نہایت مشکل تھا۔ مدینہ منورہ آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب کا ننھیالی شہر تھا۔[4] ابو طالب نے بھی زندگی کے آخری لمحات میں آپ ﷺ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا اشارہ کیا تھا۔[5] آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی محبت کے لئے اسطرح دعا فرمائی: ﴿**اللهم حبب الينا المدينة كحبنا مكة او اشدد**﴾ اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت مکہ جیسی یا اس سے بھی زیادہ ڈال دے۔[6]

آپ ﷺ نے مدینہ کے پھلوں اور کھیتی میں برکت کے لئے بھی دعا فرمائی (بے شک ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام قرار دیا اور اس کے رہنے والوں کے لئے برکت کی دعا کی اور میں نے مدینہ کو حرام قرار دیا جیسا کہ ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام قرار دیا تھا اور میں نے اس کے صاع اور مد اس سے دگنی برکت کی دعا کی جو اہل مکہ کے لئے ابراہیمؑ نے دعا کی تھی)۔ [7] آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت دنیائے انسانیت بالعموم اور جزیرہ نمائے عرب بالخصوص فتنہ وفساد اور بدامنی وانتشار کی آماجگاہ بنا ہوا تھا کسی جگہ دولت واقتدار کے حصول کی جنگ تھی تو کسی جگہ خاندانی اور نسلی برتری کا تصادم کہیں خواہشات کی تکمیل کے جھگڑے تھے تو کہیں جھوٹی انا کے معرکے ایران وروم اس عہد کی دو بڑی طاقت تھے ان کی باہم جنگیں اپنے حدود واختیارات کی وسعت اور ایک دوسرے کو سرنگیں بنانے پر منحصر تھیں۔ قرآن میں اس جنگ کی طرف اشارہ موجود ہے:﴿ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴾[8]

ہندوستان میں جو طبقاتی کشمکش برہمن ویش کھشتری اور شودر ذاتوں کے درمیان برپا تھی اس کا سبب یہ تھا کہ انسانی حقوق اور عزت وشرف سے بعض طبقات محروم رکھے گئے تھے جب کہ بعض لوگ اس کے اجارہ دار بن گئے تھے۔ یورپ اور ایشیا کے ممالک میں سربرآوردہ راہ اور مملکت کے سربراہوں کا طبقہ دوسرے طبقات کو اپنی خدمت کا آلہ کار بنائے ہوئے تھا۔ جزیرہ نمائے عرب میں قبائل میں منافرت اور خاندانی جنگی پشت درپشت تک لڑی جاتی تھی انتقام در انتقام کا سلسلہ کسی حد پر رکنے کا نام نہ لیتا تھا۔ بدامنی کا ماحول اس قدر تھا کہ نہ کسی کی جان کو تحفظ حاصل تھا اور نہ کسی کی عزت وآبرو محفوظ تھی نہ سفر بے خطر تھا اور نہ گھر پرامن تھا۔ آنحضرت ﷺ کی اسلامی دعوت جب مکہ مکرمہ میں عام ہوئی تو مکہ والوں نے شدید مخالفت شروع کردی ۔بعثت نبوی کے پہلے 13 سال مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام، صحابیات اور آنحضرت ﷺ پر قریش مکہ نے طرح طرح کے ظلم و ستم کیے کچھ صحابہ کرام اور صحابیات آنحضرت ﷺ کے اشارے پر حبشہ کی طرف ہجرت کرکے چلے گئے اور نبوت کے تیرہ سال بعد حکم خداوندی سے آپ خود بھی ہجرت کرکے یثرب تشریف لے گئے۔ جو آپ ﷺ کی تشریف آوری کے سبب مدینہ النبی ﷺ کے نام سے موسوم ہے۔ اور اللہ کریم کے فضل وکرم سے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم کردی ۔ہجرت مدینہ صرف سرزمین عرب پر ہی نہیں بلکہ عالم دنیا کے لئے بھی قیام امن کا ذریعہ بنا۔ اب ہم ان نکات کا احاطہ کرتے ہیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ واقعی آنحضرت ﷺ نے روئے زمین پر امن کا پرچم امن کے ذریعے سے لہرایا۔

وحدت نسل انسانی: قیام امن کی بنیاد

اسلام وحدت نسل انسانی کا داعی ہے وہ انسانوں کی محدود تفریق کا قائل نہیں اسلام انسانوں کے درمیان رنگ نسل وطن اور زبان کی بنا پر فضیلت کو تسلیم نہیں کرتا۔ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے اس فکر پر عمل کرکے دکھایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۗءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۗءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾[9] اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم اللہ تعالی سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت داری سے بھی ڈرو۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ﴾[10] اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف گروہ بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اللہ کے نزدیک تم سے عزت والا وہ ہے جو تقوی میں سب سے

آ گے ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے خبر دار کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقوی کے ۔[11] آنخضرت ﷺ نے وحدت نسل انسانی کا نظریہ دے کر انسانیت کا امن کی طرف رخ موڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بلال حبشی صہیب رومی اور زید بن حارثہ کو بلند مقام عطا فرمایا۔ عجمی اور غلام افراد کو تمام عربوں اور ازاد افراد جیسے حقوق دیے۔ ہاشمی خاندان سے تعلق رکھنے والی پھوپھی زاد بہن کے ساتھ زید بن حارثہ کا نکاح کیا۔[12] جو وحدت نسل انسانی کی اعلی مثال ہے۔ یقینا یہ وحدت نسل انسانی کے عملی مظاہر لوگوں کو وحدت فکر کی طرف لے جانے کا سبب بنے یہی وجہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو تا رہا۔ تاریخ انسانی میں تعصبات بھی بد امنی کا سبب بنتے ہیں لسانی نسلی علاقائی اور مذہبی بنیادوں پر لوگوں نے گروہ بندی کی اور ایک دوسرے کے خلاف قتل وغارت کا بازار گاہے بگاہے گرم رکھا اسلامی تاریخ میں عربی عجمی تعصبات کا کردار بڑا بنیادی ہے۔ آنخضرت ﷺ نے رنگ و نسل علاقہ اور زبان سے بالاتر ہو کر سب لوگوں کو لا الہ الا اللہ کے نظریے پر اکٹھا کیا آج بھی مسلمانوں کی ترقی کا راز اسی میں ہے۔

عثمانی ترکوں کی سلطنت کا خاتمہ کرنے میں عربی عجمی تعصبات کا گہرا دخل ہے۔ دشمنان اسلام اس احساس کو ہمیشہ اجاگر کرنے کی کوشش میں رہے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ جرمن اپنے آپ کو سب سے ارفع سمجھتے تھے۔ آج بھی کالے اور گورے کی تقسیم ترقی یافتہ ممالک کے اندر بھی ہے آئے دن ان کی بد امنی کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں گورے اقلیت ہونے کے باوجود کالی اکثریت پر حکومت کرتے رہے ہیں۔ آنخضرت ﷺ کا آج بھی امت مسلمہ کے لئے یہی پیغام ہے کہ تعصبات کے دائرے سے نکل کر ایک اللہ کے لئے متحد ہو جائیں۔ اسلام نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے جن اصولوں کی ضرورت تھی وہ اللہ رب العزت نے انسان کو سمجھائے۔ اللہ کریم انسانوں کو فکری وحدت عطا کی تھی انسانوں کا باہمی فکری اختلاف ان کا اپنا پیدا کردہ ہے۔ اسلام نے انسان کے ذہنی انتشار جو کہ عالم دنیا میں بد امنی کا سبب بنتا ہے کو صراط مستقیم کی طرف لانے کی دعوت دی ہے۔ بد امنی پھیلانے والوں کو مقام انسانی سے آگاہی دی ہے جب انسان کی سوچ کی سمت صحیح ہو جاتی ہے تو وہ پر امن ہو جاتا ہے۔

فتنہ وفساد کا سد باب

ہجرت مدینہ کے بعد جب اسلامی ریاست کا قیام ہوا تو آنخضرت ﷺ نے بحیثیت سربراہ مملکت فتنہ وفساد کے سد باب کرنے کا حکم دیا۔ کیوں کہ معاشرہ کے اندر فتنہ وفساد پیدا کرنے والے لوگ نہایت خطرناک ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾[13] خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے۔ ﴿وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ﴾[14] ان بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو۔ ﴿اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾[15] فتنہ قتل سے بھی زیادہ شدید ہے۔

اسلام سے قبل عربوں کی سرکشی بد امنی لوٹ کھسوٹ اور تشدد پسندانہ انداز زندگی کسی سے ڈھکا چھپا نہ تھا ایک ایسی قوم جو امن اور سکون کی زندگی کے نظریہ سے بھی آشنا نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس قوم میں نہ صرف امن قائم کر دیا بلکہ ان کے دلوں میں بحیثیت قوم بد امنی اور فساد وفتنہ کے خلاف نفرت بھی پیدا کر دی بلکہ اپنی قوم کے افراد کو دنیا میں امن وسلامتی کا پیامبر بھی بنا دیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد ایک ایسا اسلامی معاشرہ تشکیل دیا گیا جو قیام خیر و رفع شر کا علمبردار بن گیا۔ انسان بدی

سے خود بھی بچے اور دوسروں بھی بچانے کی کوشش کرے یہ کوشش انفرادی بھی ہو سکتی ہے اور اجتماعی بھی۔ اسلام نے سب سے پہلے ان امور کی نشاندہی کی جو معاشرے کے لیے مہلک ثابت ہوتے ہیں وہ گناہ بھی بتائے جو افراد جو فرد اور جماعت کے ایمان کو ضائع کر دیتے ہیں اس کے بعد ادارہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بیان کیا۔ اس میں بھی باہم حسن ظن کو اصل قرار دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا جادو کرنا اس جان کو مار ڈالنا جس کو خدا نے حرام قرار دیا ہے مگر حق شرعی کے طور پر مار ڈالنا جائز ہے یتیم کا مال کھانا لڑائی کے کے روز پشت دکھانا پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔[16] ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾[17] اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اسلام نے فرد خاندان اور پورے معاشرے سے فتنہ و فساد کا سدباب کرنے کا نظام تشکیل دیا۔ جس کا ریاست مدینہ کے قیام کے بعد عملی طور پر اطلاق کیا گیا۔

اتحاد و اشتراک: امن کا اولین سبب

آنحضرت ﷺ نے نسل انسانی کو اتحاد و وحدت کا پیغام دیا اور ایک اللہ کی طرف دعوت دی ملت اسلامیہ کو باہم متحد ہونے کا درس دیا میثاق مدینہ اس کا بہت بڑا مظہر تھا۔ جس میں یہودیوں کے ساتھ مسلمانوں نے مشترک امور پر معاہدہ کیا قرآن حکیم میں ہے: ﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾[18] میرے نبی ﷺ آپ کہہ دیجیے اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمھارے درمیان وہ یہ کہ ہم عبادت نہ کریں گے سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں گے اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنائے کوئی ہم میں سے کسی اور کو رب اللہ کے سوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴾[19] اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور باہم تفرقہ میں نہ پڑو۔ اسی آیت مبارکہ میں اتحاد کو اللہ کا احسان اور نعمت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ رب العزت نے اپنے کرم سے تم کو ایک دوسرے کا بھائی بنادیا ہے تم تفرقہ بازی کی وجہ آگ کے گھڑے کے کنارے پر تھے پس اس نے تمھیں اس آگ میں گرنے سے بچالیا۔

قیام نظام عدل

مفکرین کی آراء کے مطابق کسی بھی ریاست کی کامیابی نظام عدل کے قیام میں ہے اور ریاست کا اہم فرض یہ ہے کہ وہ اجتماعی عدل قائم کرے۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ کریم کے حکم کے مطابق ریاست کے اندر اجتماعی نظام عدل کو قائم کیا اس سے معاشرے کے اندر امن ہو گیا قرآن کریم میں نظام عدل کے قیام کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ متعدد مقامات پر اللہ تعالی نے اجتماعی عدل کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ﴾[20] بے شک اللہ تعالیٰ عدل و احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ﴿وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ﴾[21] اور انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو۔ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ ﴾[22] اے ایمان والو انصاف کے علمبردار اور اللہ کے لئے گواہ بنو۔ ﴿ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ﴾[23] اور گواہی کو مت چھپاؤ۔

اسلام نے عدل کے بارے میں بین الاقوامی سطح پر اصلاح کر دی کہ کسی بھی قوم کی دشمنی تمھیں اس بات پر نہ اکسائے کہ تم انصاف نہ کرپاؤ گویا انصاف ہی سنہری اصول ہے اور اسی سنہری اصول کو اپنانے کا اسلام نے حکم دیا ہے اور کہا کہ فیصلہ عدل کے مطابق ہونا چاہیے چاہے وہ اپنی ذات یا اپنے عزیز و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور عدل و انصاف میں اپنے دشمن میں کوئی تفریق نہیں کی جائے گی۔ نتیجتاً عدل کے قیام کی وجہ سے قرن اول میں غیر مسلموں کو اس بات پر رشک ہوا کہ کاش ان کے حکمران انہیں اسی طرح عدل فراہم کر سکیں جس طرح مسلمانوں کو میسر ہے۔ قیام عدل کی وجہ سے اسلام دنیا کا تعداد میں دوسرا بڑا مذہب ہے۔ یہ حقیقت بر مبنی بات ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ اچھے اخلاق اور اجتماعی اور انفرادی عدل سے پھیلا ہے۔

تعلیمی اصلاحات: امن کی بنیاد

معاشرے کی بد امنی کا ایک سبب جہالت ہوتا ہے اگر انسان کو دوسرے انسانوں کے حقوق سے آگاہی نہ ہو دوسروں کی جان مال اور عزت و آبرو کے احترام کا احساس نہ ہو۔ اور اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل اس کی زندگی کا مقصد ہو جائے تو انسان خواہشات نفس کی تکمیل کے لئے دوسروں کے ساتھ جنگلی جانوروں کی طرح سلوک کرنا شروع کر دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے عالم دنیا میں تعلیمی انقلاب برپا فرما دیا آپ نے اپنے صحابہ اور صحابیات کو خود قرآن کریم کی تعلیم دی اور تعلیم کے ساتھ ساتھ انکی تربیت اور تزکیہ بھی فرمایا۔ اس حوالہ سے متعدد مقامات پر اللہ تعالی نے احکامات نازل کیے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا﴾[24] اور تبارک و تعالی نے آدم کو سب چیزوں کے اسماء کا علم دیا۔ ﴿قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾[25] آپ کہی دیجئے کیا علم والے اور جاہل برابر ہوتے ہیں؟ ﴿اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا﴾[26] اور اللہ سے ہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت کا علم رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ﴿طلب العلم فریضة علی کل مسلم﴾[27] علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسیران بدر (کفار و مشرکین) کو ستر ستر افراد کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا حکم دیا۔[28] حصول علم کے لئے کسی استاد کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں ہے اس تعلیمی انقلاب کی تکمیل ہجرت مدینہ کے بعد ہی ممکن ہوئی۔ ریاست مدینہ میں مفت تعلیم کا انتظام و انصرام کیا گیا۔

بنیادی حقوق کا تحفظ: امن کا بنیادی تقاضا

رسول اللہ ﷺ نے معاشرے میں بالخصوص ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں امن قائم کرنے کے لئے انسانوں کو بنیادی حقوق کا تحفظ دیا۔ اب ہم بنیادی حقوق کا احاطہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مذہبی حقوق کا تحفظ

الف۔ عقیدہ کی آزادی: ریاست کے ہر فرد کو کامل آزادی دی گئی کہ جو مذہب چاہے اختیار کرے دین اسلام اسلامی ریاست میں رہنے والوں کو اس حوالے سے مکمل آزادی دیتا ہے۔ **ب۔ عبادت کی آزادی:** ریاست کے ہر فرد کو اپنی مذہبی روایات کے مطابق آزادی دی گئی ہے مسلمانوں نے ہمیشہ یہود و نصاری کے معابد کی حفاظت کی اور انہوں نے کسی عبادت گاہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔ میثاق مدینہ میں عقیدہ کی آزادی اور عبادت کی آزادی کی ضمانت دی گئی۔

معاشرتی حقوق کا تحفظ

1۔ جینے کا حق: عہد رسالت میں اسلامی ریاست میں مسلم و غیر مسلم سب کو جینے کا حق دیا گیا ان کی جان و مال کی حفاظت کی کوشش کی گئی تا کہ پر امن زندگی بسر کر سکیں۔ **2۔ قانونی مساوات کا حق:** اسلامی ریاست میں امیر و غریب مسلم و کافر سب یکساں تھے۔ اسلامی ریاست کے قانون کا سب پر بلا تفریق اطلاق ہوتا تھا۔ **3۔ عزت و آبرو کا حق:** آنحضرت ﷺ نے معاشرتی اعتبار سے تمام شہریوں کو مساوی قرار دیا ان کی ناموس و آبرو کو بھی یکساں اہمیت دی۔ کسی کی بے عزتی کرنا بہتان لگانا اور گالی گلوچ دینا ممنوع قرار دیا۔ **4۔ آزادی تحریر و تقریر:** آنحضرت ﷺ نے ریاست کے ہر فرد کو تحریر و تقریر کی آزادی دی تا کہ وہ دیانتداروں سے اپنا مافی الضمیر ادا کر سکیں اور ریاست کے اندر اپنا مثبت کردار ادا کر سکیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اکرم ﷺ نے میثاق مدینہ میں تمام لوگوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کو مساوی قرار دیا۔

استحصال کا خاتمہ

آنحضرت ﷺ کے دیے ہوئے نظام میں استحصال کا خاتمہ ہو گیا استحصال کا دائرہ کار معاشرت معیشت اور سیاست اور دیگر تمام شعبہ ہائے جات تک وسیع ہے۔ اسلام نے ہر شعبے سے استحصالی نظام ختم کر دیا ہر ایک کے حقوق و فرائض کو متعین کر دیا دوسروں کے حق میں مداخلت کو جرم قرار دیا اور استحصال کو حقوق العباد میں درجہ دے کر لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ حقوق اللہ کے مقابلے میں حقوق العباد اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا۔ اسلام میں خاندانی زندگی میں استحصال ختم کر دیا اگر میاں بیوی کے اخلاقی معاشی اور معاشرتی حقوق میں اس کی کمزوری اور زیر دست ہونے کی بنا پر استحصال کرتا ہے تو اس کی شدید مذمت کی گئی۔ نان و نفقہ حق مہر عورت کا حق وراثت سے اور اس کا حق ملکیت سبھی کو اسلام نے تحفظ فراہم کیا۔

انسانوں کی انسانوں پر حکومت کا خاتمہ

آنحضرت ﷺ نے انسان کو اس مرتبے سے آگاہ فرمایا کہ تو اس کائنات کا شاہکار ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴾[29] کہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ﴾[30] اور ہم نے بنی آدم کی اولاد کو عزت دی۔ اس عالم دنیا میں بعض انسان اپنی مرضی کے بنائے ہوئے قوانین دوسرے انسانوں پر نافذ کرتے ہیں دوسرے انسانوں کے حقوق کو پامال کر کے انہیں غلام بنا لیتے ہیں اس سلسلے میں اسلام نے انسانوں کے انسانوں پر اقتدار اور تسلط سے آزادی دلا کر انہیں اللہ کے احکام اور وحی الٰہی کی پیروی و اتباع کا حکم دیا۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے مختلف حکومتوں اور قبائل کو اپنے خطوط میں دین کے تابع ہونے کا حکم دیا اور انہیں یہ بات سمجھائی کہ انسانیت کو محکومیت سے نجات دے دو ایک اللہ کے تابع ہو جاؤ۔

سیاسی حقوق

ہجرت کے بعد سیاسی حقوق بھی عطا کیے گئے۔ **1۔ شوریٰ:** آپ ﷺ نے حکومت الٰہیہ عوام کے مشورے سے قائم کی۔ ہر عاقل و بالغ آدمی کو رائے دہی کا حق دیا تا کہ ہر کوئی کامل آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کر سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ﴾[31] امور مملکت میں ان سے مشورہ کر لیا کریں۔ **2۔ حکومت کا محاسبہ:** ریاست کے ہر شہری کو یہ حق دیا گیا کہ وہ حکومت پر تعمیری تنقید کر سکے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ﴿ كلكم راع وكلكم مسؤل عن رعيته ﴾[32] **3۔ حکومت کے مناصب:** ہر فرد کو یہ حق دیا گیا کہ وہ حسب استعداد حکومت کے ہر عہدے پر فائز ہو سکے اس میں کسی قسم کا امتیاز نہیں رکھا جاتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ﴾[33] نتیجتاً جب معاشرے میں لوگوں کو

عزت ملی کھانے کو ملا اور جان کا تحفظ ملا تو افراتفری کے مقابل نہایت امن اور سکون کی زندگی میسر آئی اور لوگ خوشی خوشی جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ میثاق مدینہ میں مسلمانوں اور یہودیوں کو ایک سیاسی وحدت قرار دیا گیا۔

معاشی حقوق کا تحفظ

ہجرت کی برکت سے اسلامی ریاست وجود میں آئی - رعایا کو معاشی حقوق کا تحفظ دیا ہر انسان کو ذریعہ معاش کے چناؤ میں آزادی دی گئی - انفرادی ملکیت کا تصور دیا، اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہو گی - ہر شخص کو اپنی جسمانی و ذہنی صلاحیت کو کام میں لاکر دولت کمانے کی اجازت دی۔ کم تولنے۔ کم ناپنے، ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی جیسی غیر اخلاقی حرکات کی مذمت کی گئی۔ اسی طرح سود، جوابازی، بت، اصنام، خنزیر اور شراب جیسے کاروبار کو حرام قرار دیا گیا-

الف: بیع کی حلت اور سود کی حرمت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾[34] "اور اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام ٹھہرایا"۔ سو بیع منافع کے حصول کے لیے جائز اور سود کو اس استحصال کے بعد ناجائز و حرام قرار دیا گیا۔ عہد نبوی ﷺ میں محاصل کی پانچ قسمیں تھیں -مال غنیمت، مال، فئے، زکوٰۃ، جزیہ اور خراج۔ اس مال سے مجاہدین اسلام اور رعایا کی احسن انداز سے کفالت ہو جاتی تھی جب رعایا کو روٹی کپڑا اور مکان کی بنیادی ضرورت ملے تو معاشرہ میں قیام امن ہو گا۔

(ب) مال غنیمت: جو مال دشمنوں سے فتح کے موقع پر ملتا تھا یہ کوئی مستقل آمدنی نہ تھی اس آمدن کو قرآن نے خدا کی مملکت قرار دیا اور اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسول کے نام سے حکومت کے مصالح اور اغراض کے لیے مخصوص کر دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔﴿ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰي وَالْيَتٰمٰي وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾[35] اور جان لو جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کروگے تو اللہ کے لیے اس کا پانچواں حصہ اور رسول ﷺ کے لیے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ یعنی یہ مجاہدین کی ملکیت نہیں ہے بلکہ امام وقت مصالح کی بنا پر جس مصرف میں چاہے اس کو صرف کر سکتا ہے۔ وہ مال ہے جو مجاہدین کو دشمنی سے بلا مقابلہ مل جاتا ہے یہ سارے کا سارا بیت المال میں جمع ہو جاتا ہے یہ رقم یا مال مرکزی حکومت کے تصرف میں رہتا ہے اور اس کی آمدنی قومی آمدنی پر خرچ کی جاتی ہے۔

(ج) زکوٰۃ: ارکان اسلام میں دوسرا اہم رکن ہے سال گزرنے کہ بعد ہر صاحب نصاب پر خاصی مقدار میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا زکوٰۃ ہے۔ قرآن حکیم اس کا بار بار حکم آیا ہے: ﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾[36]

(د) عشر: زمینی پیداوار کی زکوٰۃ کو عشر کہتے ہیں- جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں تھیں ان سے پیداوار کا 1/10 حصہ بطور عشر وصول کیا جاتا تھا اگر زمین کا کوئی قطعہ مصنوعی آبپاشی سے سیر اب کیا جاتا تھا تو اس کا نصف عشر 1/20 حصہ مقرر کر دیا جاتا تھا۔[37]

(ر) جزیہ: غیر مسلم رعایا سے ان کی حفاظت کی ذمہ داری کے معاوضہ میں لیا جاتا تھا اس کی تعداد متعین نہ تھی، آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانے میں حال مستطیع اور بالغ مرد سے ایک دینار سالانہ وصول کرنے کا حکم دیا تھا بچے اور عورتیں اس میں داخل نہ تھے۔

(ز) خراج: غیر مسلم کاشتکاروں سے حق مالکانہ کے معاوضہ میں زمین کی پیداوار کا جس قدر حصہ باہمی مفاہمت سے طے ہو جائے، خیبر، فدک، وادی القری اور تیما وغیرہ سے خراج وصول ہوتا تھا۔

آنحضرت ﷺ کی معاشی اصطلاحات

1-**رزق کی تلاش:** آپ نے سب سے پہلے فرد اور جماعت دونوں کے ذہن سے اس باطل نظریے کو ختم کر دیا کہ اخلاق اور مذہب کا تعلق معاشی زندگی سے نہیں اور "تجارت تو بس تجارت ہے" قرآن کریم میں نہایت احسن انداز میں معیشت اور اخلاق کا تعلق بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے ﴿ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾[38] پھر جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور (پھر) اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرنے لگو اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ ایک اور مقام پر اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾[39] وہ لوگ جنھیں خرید و فروخت تجارت خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ اسلام نے روئے زمین کو انسان کے لئے میدان عمل قرار دیا ہے کہ وہ اپنی معاش کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ جدوجہد کریں اسلا ہر فرد اور پوری قوم کو معاشی وسائل کی ترقی اور پیداواری امکانات سے مکمل فائدہ اٹھانے پر مرکوز کرتا ہے وہ ایک طرف معاشرے میں انصاف اور آزادی کو قائم کرتا ہے اور دوسری طرف غربت و افلاس کا خاتمہ کر کے بہتر معاشی زندگی کا قیام ممکن بناتا ہے-زمینی حقائق او ضروریات کے پیش نظر اسلام نے صنعتوں کے قیام کی اجازت بھی دی ہے۔ ﴿ ومن فروض الكفايه الصناعة المحتاج اليها ﴾ -[40] ضروری صنعتوں کا قیام فرض کفایہ میں سے ہے۔

2-**غربت کا انسداد:** آنحضرت ﷺ کے معاشی نظام میں غربت کا انسداد ہو گیا- اسلام اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ سب کو حصول رزق کے مواقع دے اور پھر مثبت طور پر ایسی پالیسیاں بنائے جن سے غربت اور افلاس: آنحضرت ﷺ کے معاشی نظام میں غربت کا انسداد کیا گیا۔ اسلام اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ سب کو حصول رزق کے مواقع دے اور پھر مثبت طور پر ایسی پالیسیاں بنائے جن سے غربت و افلاس ختم ہو اور انسانوں کی بنیادی معاشی ضروریات کی تکمیل ہو سکے-اسلام رزق کی تنگی دور کرنے کا طریقہ حصول رزق کی کوشش اور پیداوار بڑھانے کے ذرائع کی طرف رجوع کرتا ہے اور غربت اور افلاس کی وجہ سے نسل کشی نہیں دیتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ-نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ-اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴾[41] اور تم اپنی ااولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ہی انہیں رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی ان کو مار ڈالنا بڑی خطا ہے-اسراف و تبذیر کی بندش۔

3-**اسراف و تبذیر کی بندش:** اسلام نے طلب حصول کے ساتھ ساتھ انسان کو جائز مصارف پر دولت خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے اسراف و تبذیر سے روک دیا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس بندش سے دولت کا بے جا استعمال اور ضیاع رک جاتا ہے۔ اور تعمیری اور پیداوار مقاصد مین استعمال ہونے لگتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ ﴿ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾[42] کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو بے شک اسراف کرنے والا شیطان کا بھائی ہے۔

4-**ارتکاز دولت کی ممانعت:** ریاست مدینہ کے معاشی نظام میں دولت کے ارتکاز کو ناپسند کیا گیا ہے کہ دولت مختلف معاشرتی، ادارتی اور اخلاقی تدابیر سے دولت کی تقسیم زیادہ سے زیادہ منصفانہ ہو اور پورے معاشرے میں گردش کرے-ارشاد باری تعالیٰ ہے-﴿ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ﴾[43] ایسا نہ ہو کہ یہ مال و دولت تمہارے دولت مندوں میں ہی گردش کرتا رہے۔

ریاست مدینہ کے معاشی نظام میں لائی تبدیلیوں سے معاشرے میں امن قائم کرنے میں امن قائم کرنے میں آسانی ہوگئی۔ مزدور نے بھی سکھ کا سانس لیا، غرباء ومساکین کو بھی مالی مدد فراہم ہوئی اسی طرح ملت اسلامیہ ملت کفر کے مقابلے میں معاشی نظام میں برتری حاصل کرنے لگی۔ ہادی عالم ﷺ نے معاشرت، معیشت اور سیاست تینوں پر اثر انداز ہو کر معاشرے میں امن قائم کیا اور یہ غیر معمولی کارنامہ تھا۔ کسی بھی ریاست میں معاشی نظام میں مزدور کا اہم کردار ہوتا ہے اگر سارا دن مزدور محنت کرتا ہے اور اس کی اجرت نہ دی جائے یا کم کردی جائے تو اس کا دل دکھے گا اور وہ چوری اور بادل نخواستہ ہو کر کام کرے گا۔ ریاست مدینہ میں مزدور کو مکمل تحفظ دیا گیا آجر کو مزدور کے ساتھ انسانی رویہ رکھنے پر زور دیا گیا، اس سے معاشرے مین تدریجاً امن قائم ہوتا گیا۔ حدیث شریف میں ہے "مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو"۔[44]

اسلام میں چونکہ دیگر فرائض کے بعد رزق حلال کمانا فرض ہے اس لئے معاشرے میں ایک صحت مندانہ فضا پیدا ہوگئی اور لوگ مزدوری کرنے میں عار محسوس کرتے تھے کیونکہ اسلام میں گداگری کی مذمت کی گئی ہے اسی لئے مزدور کا پیشہ ایک باعزت قرار دیا گیا ہے۔

(1)خواتین اور غلاموں کا تحفظ

ریاست مدینہ میں خواتین کے ہر حق کو تحفظ دیا گیا۔ عورت کو بحیثیت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے غیر معمولی حقوق رہے گئے ہیں اس سے خواتین میں اضطراب ختم ہو کر انہیں سکون میسر آیا۔ والدین کے حقوق کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں، بولا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں، فرمایا تمہاری ماں، بولا پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ۔[45] بیٹی کے تحفظ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ ﴿ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴾[46] جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی؟ ایک حدیث شریف میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی وہ اور میں قیامت کے روز اس طرح آئیں گے اور پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر اس کی وضاحت فرمائی۔[47]

عورت کے تحفظ جان کے حوالے سے حدیث مبادکہ میں آیا ہے۔ ﴿ ان الرجل یقتل بالمرۃ ﴾[48] بلاشبہ مرد عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ بیوی کی حیثیت سے عورت ہمیشہ مظلوم رہی ہے عورت کے ہر معاشرے میں فرائض تو مقرر ہوئے مگر حقوق سے محروم رکھا گیا۔ اسلام نے اس حیثیت سے بھی عورت کو بلند مقام بخشا۔ شوہر کو اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے پر پابند کیا گیا اور اسے اس کام کے درجات سے بھی آگاہ کیا گیا۔ قرآن کریم میں خواتین کا بحیثیت ماں، بیٹی اور بیوی کے باقاعدہ ان کے والد والدہ، شوہر اور بھائی کی جائداد میں حصہ مقرر کر دیا گیا ہے۔

2۔ غلام کا تحفظ

ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے اونچ نیچ کے سارے امتیازات ہٹادیئے۔ تاریخ انسانی پہلی مرتبہ مساوات انسانی کا اتنا عظیم خیال عملی صورت میں مسلم معاشرے میں ظاہر ہوا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری جاہلیت کی نخوست اور باپ دادا کے بزرگی کے ناز کو کم کر دیا۔ کچھ مومن متقی ہیں اور کچھ فاجر وبدبخت تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے۔ تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے"۔[49]

اسلام نے غلاموں کو تحفظ دیا، آپ ﷺ نے غلاموں کو اپنے قریب بیٹھایا ان کو عزت دی ان کی دلجوئی فرمائی معاشرے میں نکھار پیدا کیا۔ لوگوں کو غلاموں کے حقوق سے آگاہ فرمایا۔ صحابہ کرام کا باہمی رشتہ اسلام کا تھا اس پر ان کو تھا کہ ذات پات پر جب مکہ فتح ہو گا تو کعبہ کی چھت پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے ہیں۔[50] آنحضرت رضی اللہ عنہ کی برکت سے غلاموں اور غلام زادوں نے تاریخ اسلام کو روشن کیا۔ کیونکہ بعد میں صحابہ کرام نبی اکرم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے غلاموں پر دست شفقت رکھتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نافع مولا ابن عمر مدینہ کے بلند پایہ محدث تھے۔[51] اسی طرح عکرمہ مولی ابن عباس بلند پایہ محدث و مفسر تھے۔[52] شہاب الدین غوری نے قطب الدین غوری کو جو اس کا غلام تھا اس کو ہندوستان کا پہلا اسلامی فرمانروا بنایا اور خود واپس چلا گیا۔ خاندان غلاماں کی باقاعدہ بڑی دیر تک حکومت رہی۔

حدود و قصاص و دیت کا نفاذ: معاشی و معاشرتی امن کا ضامن

ہجرت مدینہ کے بعد جب ریاست مدینہ قائم ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے معاشرے میں قیام امن کے لیے ان افراد کے لیے سزاؤں کا نفاذ کیا جو اللہ کریم نے قرآن کریم میں نازل فرمائیں۔ کیونکہ عرب معاشرے میں اس وقت شراب زنا چوری قتل ڈاکہ زنی بہتان تراشی جیسی عادات اور جرائم کے ارتکاب کرنے والے افراد کافی تعداد میں موجود تھے۔ کسی بھی ریاست کے تین اعضائے رئیسہ مقننہ عدلیہ اور انتظامیہ ہوتے ہیں۔ ریاست مدینہ میں بھی یہ امور انتظامیہ قاضیوں کی مشاورت اور شرعی فیصلے کے مطابق حدود کا نفاذ کرتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کے نظریہ کی تطہیر کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے کو بھی اسلامی معاشرہ بنا دیا۔ ان حدود کے نفاذ سے معاشرے میں امن ہو گیا۔ اب ہم ان حدود کا مختصر احاطہ کرتے ہیں۔

حد خمر

اس حد کا نفاذ تدریجاً کیا گیا۔ مکی اور مدنی دور کے اوائل میں شراب پر پابندی نہیں لگائی گئی۔ جب صحابہ کے دلوں میں قرآن اللہ اور اس کے رسول کی محبت رچ گئی تو پھر شراب اور جوا پر پابندی لگا دی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[53] (اے ایمان والو! شراب جوا بت اور پانسے ناپاک شیطانی کام ہیں سو ان سے بچو تا کہ نجات پاؤ)۔

عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیقی میں شراب کی سزا 40 دوہرے کوڑے مارنا تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے مشورے سے اکیلے کوڑے کے ساتھ 80 کوڑے سزا مقرر کی۔[54] اس سے عرب معاشرے میں لوگ شراب پینے سے باز آ گئے اور معاشرے میں امن قائم ہو گیا۔

حد زنا

عرب معاشرے میں یہ برائی بھی موجود تھی لوگ زنا کرتے تھے اور یہ معاشرتی فساد کا بہت بڑا سبب تھی۔ اللہ کی منشا تھی کہ لوگوں کو اس موذی مرض سے بھی محفوظ کر دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾[55] بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والے مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اس میں شرعی مسئلہ یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مرد اور عورت جو زنا کا ارتکاب کرے اور شرعی قوانین کے مطابق چار گواہ عادل شرائط کے مطابق گواہی دے دیں اور قاضی چھان بین کر کے فیصلہ کرے تو ان کو سو درے مارے جائیں گے۔ درے مارنے کے بھی مفصل احکام ہیں۔ مسئلہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے اور چار گواہ شرعی شہادت دے

دیں تو ان کو رجم کر دیا جائے۔ عہد رسالت مآب ﷺ میں رجم کا اطلاق ہوا۔اس سے بھی معاشرے میں امن قائم ہوا۔حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیر شادی شدہ مرد اور غیر شادی شدہ عورت اگر زنا کا ارتکاب کرے تو سو کوڑوں اور ایک سال کی شہر بدر کی سزا ہے۔[56]اس حد سے معاشرے میں امن قائم ہوا کیونکہ حد کا اطلاق بھی ہوا اور کوڑے بھی لگائے گئے۔

حد قذف

عرب معاشرے میں ایک یہ بھی بری عادت تھی کہ وہ عورتوں پر بدکاری کا بہتان لگاتے تھے اس سے ان کی عزت نفس مجروح ہوتی تھی اور اس کا انجام بھی قتل و غارت پر ہوتا تھا۔ اللہ کریم نے رحمت دو عالم ﷺ کی امت کے لیے یہ حکم صادر فرمایا۔ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾[57]اور جو لوگ پرہیزگار عورتوں کو بدکاری کا عیب دیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی درے مارے جائیں اور کبھی بھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بدکار ہیں۔اس حد سے لوگوں نے اپنی زبان پر قابو پالیا کہ کسی کے بارے میں اظہار رائے سوچ سمجھ کر دیتے ہیں۔اس سے اسلامی معاشرے مورال بلند ہو گیا عرب بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کے چرواہے مہذب ہونا شروع ہو گئے اور دنیا کے امام بن گئے۔

حد سرقہ

عرب معاشرے میں چوری کی بھی عادت تھی اس سے معاشرے میں فتنہ وفساد پھیل جاتا تھا یقینا جن کا مالی نقصان ہوتا تھا وہ چور تک رسائی حاصل کرتے اور لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی تھی اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کی امت کے لیے قیام امن کا ایک اہم قانون اس حوالے سے بھی دے دیا۔ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾[58]اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے ان فعلوں کی سزا ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ زبردست اور صاحب حکمت ہے۔

حد حرابہ

عرب معاشرے میں اس وقت ڈاکہ زنی بھی عروج پر تھی اسلام نے اس قبیح جرم کا بھی قلع قمع کرنے کے لیے حد کا اطلاق دیا اور معاشرے میں امن ہو گیا۔ارشاد باری تعالی ہے:﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾[59]جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کے لیے دوڑیں۔ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیے جائیں یا سولی پر چڑھا دیے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں یا ملک بدر کر دیے جائیں یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب بھی ہے۔

قصاص ودیت

عرب معاشرے میں لوگ ایک دوسرے کو تعصب اور دیگر وجوہات کی بناء پر قانون ہاتھ میں لے کر قتل کر دیتے تھے پھر یہ لڑائیوں اور قتل وغارت کا سلسلہ طویل شکل اختیار کر لیتا اور پشت در پشت جنگیں اور قتل وغارت ہوتی رہتی۔اسلام نے اس

ظلم کو بھی کنٹرول کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَىْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾[60] مومنو تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص کا حکم دیا جاتا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت اور اگر قاتل کو اس کے مقتول بھائی کے قصاص میں سے کچھ معاف کر دیا جائے تو پسندیدہ طریق سے مطالبہ خون بہا ادا کرنا اور قاتل کو خوش دلی سے ادا کرنا چاہیے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے آسانی اور مہربانی ہے جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لیے دکھ کا عذاب ہو گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو قاتل کو (قصاصاً) قتل کیا جائے۔[61] نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: 'سنو تمہارے خون اور تمہاری جانیں دوسرے مسلمانوں پر اسی طرح محترم ہیں جس طرح میرا آج کا دن میرا یہ مہینہ اور میری یہ جگہ۔[62] اس سلسلے کی وضاحت کے لئے دفاتر کی بہت ضرورت ہے۔ قصاص کے اطلاق سے معاشرے میں فساد کنٹرول ہو گا اور قتل و غارت بھی احسن انداز میں کنٹرول ہو گی۔ نتیجتاً ہجرت قیام امن جا ذریعہ بن گئی۔ قتل خطا کی صورت میں دیت لازم ہوئی تا کہ غلطی سے بھی انسانی جان کا ضیاع نہ ہو۔ ریاست مدینہ میں قصاص و دیت کا نظام نافذ کیا گیا تا کہ لوگوں کی جانوں کا تحفظ ممکن ہو۔

احتساب کا اجراء: قیام امن کا ذریعہ

اسلام کے سیاسی نظام میں حاکم وقت گورنرز اور دیگر عہدیداران کا احتساب ہوتا ہے تا کہ نظام کمزور نہ ہو۔ اس عمل کی برکت سے پوری قوم ذہنی طور پر دیانتدار بن جاتی ہے اور معاشرے میں امن قائم ہو جاتا ہے ہر فرد کو ڈر ہوتا ہے کہ جب حاکم وقت کا احتساب ہو سکتا ہے تو میرا کیوں نہیں؟ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ﴿ كلكم راع و كلكم مسؤل عن رعيته ﴾[63] تم سب راعی ہو تم سب اپنے ماتحتوں کے بارے میں جوابدہ ہو۔ طاقت ور صاحب عہدہ و منصب کے اختیارات کے غلط استعمال اور ان کے ظلم و ستم سے محفوظ رہنے کے لیے احتساب کا نظام ضروری تھا۔ اسلام کا معاشرتی نظام بھلائی و اصلاح طہارت و تقدس ہمدردی و خیر خواہی اور اعتدال و توازن پر قائم ہے۔ اس نظام میں انسان کی انفرادی و اجتماعی بہبود کا پورا انتظام موجود ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اس عمل سے یہ فائدہ ہوا کہ انتظامیہ اور دیگر عہدیداران حکومت محتاط ہو گئے کہ ہمارا بھی احتساب ہو گا۔ اسلامی ریاست میں صحت مندانہ فضا پیدا ہو گئی۔ ہجرت مدینہ صرف ملک عرب کے لیے قیام امن کا سبب نہیں بنی بلکہ پورے عالم اسلام اور دنیا کے لئے مینارہ نور ثابت ہوئی۔ رنگ نسل علاقہ اور زبان جیسے رشتوں سے بالاتر ہو کر صرف لا الہ الا اللہ کے رشتے پر باہم بھائی بھائی بن گئے۔ ایک دوسرے کے دکھ میں شامل ہونے لگے۔ معاشرے میں معاشی خوشحالی ہو گئی۔ خواتین بچے اور غلاموں کو تحفظ دیا گیا۔ اسی طرح جو لوگ معاشرے میں بدامنی پھیلاتے تھے یعنی چوری ڈاکہ زنی شراب نوشی بہتان لگاتے اور لوگوں کو قتل کرتے تھے۔ ان کے لئے حدود کا نفاذ کر دیا گیا۔

ملک کے صرف اندر ہی نہیں بلکہ آپ نے ملک عرب کے ساتھ ساتھ ملنے والے دیگر تمام ممالک کو اپنے سفراء کے ذریعے دعوت نامے بھیجے اور ان سے مثبت جوابات بھی ملے۔ ہجرت ایک طرف ملک عرب کے اندر امن کا سبب بنی تو دوسری طرف پوری دنیا میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا ذریعہ بھی بن گئی۔ گھریلو زندگی کے بھی بہت پیچیدہ معاملات تھے آپ نے ماں باپ اولاد اور شوہر و بیوی کے حقوق و فرائض بھی متعین کر دیے اسی طرح پڑوسیوں کے حقوق بھی مقرر کر دیے اس سے خاندانی نظام

اور معاشرتی نظام دونوں میں بہتری آئی۔ اس وقت اگر امریکا برطانیہ فرانس جرمنی اور روس کے اندر بھی لوگ لا الہ الا اللہ کے نغمے رہے ہیں تو یہ ساری ہجرت کی ہی برکات ہیں۔

نیو ورلڈ آرڈر اور خطبہ حجۃ الوداع کا موازنہ کر کے دیکھیں کہ آج سے کم و بیش چودہ سو سال پہلے آپ ﷺ نے امن عالم کے لیے کیسا چارٹر پیش کیا۔ جو بندہ خطبہ حجۃ الوداع کے نکات غور سے پڑھ لے اس کو اسلام کی گہرائی کا پتہ چل جائے گا۔ کہ اسلام آفاقی مذہب ہے۔ اور پورے عالم دنیا میں امن کا خواہاں ہے۔ ہجرت کی برکت سے آپ نے ایسے افراد تیار کر لیے جن کا انسانی تاریخ میں ملنا محال ہے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اسلام کا پیغام پوری دنیا تک پہنچایا اور اپنی مثال آپ بن کر رہتی دنیا تک عملی نمونہ پیش کیا۔

ہجرت مدینہ کے بعد بین الاقوامی تعلقات اور مسائل: وسیع تر امن کی بنیاد

ہجرت کے بعد بین الاقوامی معاملات درپیش ہوئے اور ان کے حل کے لئے مختلف ممالک اور اقوام سے تعلقات اور روابط ناگزیر ہوئے اور اسلام کی تعلیمات مختلف اقوام اور ممالک تک پہنچیں جیسے: 1۔ میثاق مدینہ: مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین معاہدہ۔ 2۔ صلح حدیبیہ: مسلمانوں اور قریش مکہ کے مابین معاہدہ۔ 3۔ حکمرانوں کے خطوط: رسول اکرم ﷺ نے مختلف ممالک کے سربراہان کو دعوت اسلام کے حوالے سے خطوط لکھے۔ بعض حکمرانوں نے اسلام قبول کیا ایسے ہی بعض حکمرانوں نے دعوت اسلام کو قبول تو کیا مگر اپنے حکمرانی معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کی قبولیت کا اعلان نہ کر سکے بعض حکمرانوں نے واضح انکار کر دیا۔ 4۔ قریش مکہ کے ساتھ مختلف غزوات کے باعث مبارک احکام و آداب نازل ہوئے کہ دشمن کے ساتھ معاہدات کیسے کئے جائیں؟ اسیر ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟ ان تمام احکامات کی تفصیلات ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئیں۔ 5۔ خیبر کے یہودیوں کی بدعہدی کے باعث غزوہ ہوا۔ ان کی زمین پر ان کو زمین کاشت کرنے کا حق دے کر ان سے آدھی پیداوار کا معاہدہ طے پایا۔ یہ تمام معاملات اور معاہدے ہجرت مدینہ کے بعد واضح ہوئے۔

ان بین الاقوامی معاہدات سے وسیع تر امن کی بنیاد مل گئی۔ میثاق و صلح خود امن کی بنیاد ہیں۔ حکمرانوں کو دعوت دین کے خطوط امن کا سرچشمہ تھے کہ تلوار سے نہیں بلکہ خط اور تحریر سے دعوت دی جائے۔ اسی طرح غزوات دیرپا امن کا ذریعہ بنے۔ دشمن قوتوں کو معلوم ہو گیا کہ م مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اس لئے انہوں نے مسلمانوں پر حملے ترک کر دیے۔

نتائج بحث

اس تحقیقی مضمون کے اہم نتائج درج ذیل ہیں: 1۔ ہجرت سنت انبیاء سالفین اور سنت مصطفی ﷺ بھی ہے اور اسی طرح بلند ترین مقاصد کے حصول کے لئے ہجرت ناگزیر ہے۔ 2۔ ہجرت بت فوائد و ثمرات کا سبب ہے ان میں سے ایک فائدہ قیام امن ہے۔ 3۔ ہجرت کرنے والوں کو ظلم و زیادتی سے نجات حاصل ہوتی ہے اس اعتبار سے یہ مہاجرین کے لئے امن کا ذریعہ ہے جیسا کہ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے مہاجرین کو امن میسر آیا۔ 4۔ ہجرت مدینہ کے بعد اسلامی ریاست کا قیام ہوا۔ اس لیے وہاں مسلمانوں اور دیگر اقوام کو دولت امن نصیب ہوئی۔ اس امن کی کئی جہات ہیں جیسے دور نسل انسانی فتنہ و فساد کا سدباب اتحاد اشتراک نظام عدل تعلیمی اصطلاحات بنیادی حقوق تحفظ قصاص و دیت اور حدود کا نفاذ احتساب کا اجراء ہجرت کرنے کے بعد بین الاقوامی تعلقات کے وسائل یہ تمام اور قیام امن کا ذریعہ ہیں۔ ہجرت مدینہ صرف اس دور کے انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ نسل انسان کے لئے بھی امن کا ذریعہ بنی۔

سفارشات

اس مضمون کی سفارشات حسب ذیل ہیں: 1۔ ہجرت مدینہ اور مہاجرین کی قربانیوں کو تعلیمی اداروں میں سیمینار کے ذریعے اجاگر کیا جائے۔ جب کسی ہجرت کا ذکر و تو ہجرت مدینہ کا ذکر ضرور ہو۔ 2۔ مہاجرین کو کم اہمیت کے حاصل لوگ نہ سمجھا جائے بلکہ ان کے اعلی مقاصد کو پیش نظر رکھا جائے۔ 3۔ اس دور میں ہجرت کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہیے۔

References

[1] Isma'il ibn Kaseer (774 AH) *Al-Bada'iya wa Al-Nahayah*, Maktab al-Ma'arif , Beirut, 1997, vol. 3, p. 184

[2] Ibn Hisham, Abu Muhammad Abdul Malik (d. 218 AH), *Alseerat Al-Nabvia*، Mustafa Albali Almahli , Egypt, 1936 and 2/441.

[3] Barq, Ghulam Jilani, *Dr. Moajam-ul-Quran*, Al-Faisal Publishers Lahore, 2012 , p 294,295

[4] Muhammad bin Saad (D 330 AH) *al-Tabaqat al-Kubra*, Dar al-Taba`aa, Beirut, 1971 AD, vol. 1, p. 235

[5] Al-Zahabi, Shams-ud-Din Abu Abdullah Muhammad Bin Ahmad (d. 748 AH), *Tareekh-e-Islam Hayat Al-Shaheer wal aalam*, Dar Al-Kutub Al-Arabi, Beirut, 1987, p. 233.

[6] Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail bin Ibrahim (D 256 AH), *Aljamie ul sahi*, Dar al-Salam Lilnashar wa tozee, 1997, Hadith No. 1889

[7] Al-Qushayri, Muslim bin Hajjaj, (D 261 AH) , *Aljamie ul sahi,* Ba sharah Novi, Mosoo'a Al-Qurtubah, 1996, Hadith No. 1360

[8] Ar-Rum 30:1,2,3

[9] Al-Nisa, 4: 1.

[10] Al-Hujuraat 49:13

[11] Al-Bayhaqi, Ahmad bin Al-Hussein (D 458 AH) , *Sha'ab Al-Iman*, Maktaba Al-Rushd Publishing and Distribution, Riyadh, 2003, Hadith No. 4774

[12] Urdu Ma'arif Islamia, *Danish Gah*, Punjab Lahore, 1973 vol. 10, p. 545

[13] Ar-Rum 30:41

[14] Ash-Shu'ara 26:151

[15] Al-Baqarah 2:191

[16] Bukhari, *Aljamie ul sahi, Kitaab Ul Tafaseer*, Hadith No. 2266

[17] At-Tahreem 66:6

[18] Ali'Imran 3:64

[19] Ali'Imran 3:103

[20] An-Nahl 16:90

[21] Al-An'am 6:152

[22] An-Nisa 4:135

[23] Al-Baqarah 2:283

[24] Al-Baqarah 2:31

[25] Az-Zumar 39:9

[26] Faatir 35:28

[27] Ibn Majah, Abi Abdullah Muhammad bin Zaid Al-Qazwini (D 273 AH), *Al-Sunan Almaktab Al Ilmi*, Beirut, 1988, Hadith No. 224

[28] Ibn Aseer Izz al-Din Abu al-Hassan Ali Ibn Muhammad (D. 630 AH), *Al-Kamel fi al-Tarikh*, Dar Sader, Beirut, 1996, volume 2, p. 55

[29] At-Tin 95:4
[30] Al-Isra 17:70
[31] Ali'Imran 3:159
[32] Bukhari, *Aljamie ul sahi*, Hadith No. 2409
[33] Al-Baqarah 2:247
[34] Al-Baqarah 2:275
[35] Al-Anfal 8:41
[36] Al-Muzzammil 73:20
[37] Tirmizi, *Al-Jamee*, Abwab al Zakat, bab ma ja fi al-sadqah fiha yasqi bala nahar wa gair ha, Hadith No. 639
[38] Al-Jumu'ah 62:10
[39] An-Nur 24:37
[40] Shami, Seyyed Muhammad Amin Abdeen (D 1252 AH), *Radd Al-Mukhtar*, matbooa Matbah Usmania, Astanbul, 1327 AH, Vol. 1, p. 32
[41] Al-Isra 17:31
[42] Al-A'raf 7:31
[43] Al-Hashr 59:7
[44] Ibn Majah, Al-Sunan, Kitab Al-Rahun, Bab Ajra al Ajra, Hadith No. 2443
[45] Bukhari, *Aljamie ul sahi*, Hadith No. 5971
[46] At-Takweer 81:8,9
[47] Muslim, *Aljamie ul sahi*, kitab albiri walsalt waladiab,bab fazal alahsan alilbanat, Hadith No. 2631
[48] Al-Nisa'i, Ahmad Bin Shoaib (d. 303 AH), *Al-Sunan*, Dar Al-Salam, Riyadh, 1999, Hadith No. 4853
[49] Tirmzi, *Aljamie ul sahi*, Abwab ul Tafseer, baab wa man Surah Al-Hujurat, Hadith No.3270
[50] Ibn e Kaseer, *Asserat un Nabavia*, vol. 3, p. 597
[51] Sayyuti, Jalal al-Din (911 AH) , *Al-Atqan in the sciences of the Qur'an*, Hejazi Press in 1360 AH, vol. 2, p. 428
[52] Saleh, Subhi, Doctor, *Uloom ul Hadith wa mustalha*, Jamie Damascus, 1379 AH, p. 456
[53] Al-Ma'idah 5:90
[54] Muslim, *Aljamie ul sahi*, Hadith No. 4343
[55] An-Nur 24:2
[56] Muslim, *Aljamie ul sahi*, Hadith No. 4305.
[57] An-Nur 24:4
[58] Al-Ma'idah 5:38
[59] Al-Ma'idah 5:33
[60] Al-Baqarah 2:178
[61] An-Nasa'i, *Al-Sunan*, Hadith No. 4047
[62] Al-Shami, Muhammad bin Yousaf (D 942 AH) ,*Subul Al-Huda wa Al-Rashaad fi Sirat Khair Al-Abad*, Dar al kutub Beirut, Vol. 8, P. 644
[63] Bukhari, *Aljamie ul sahi*, Hadith No. 2409